ہمہ گیر انسانی ترقی کے لیے اقبال کا نظریہ انقلابی تعلیم

Iqbal's Vision of Transformative Education for Holistic Human Development

Qasim Saleem
Generation's School, Karachi, Pakistan
m.qasim@generations.edu.pk

Abstract

This research paper explores the philosophy of education given by Dr. Allama Muhammad Iqbal, in the context of Islamic principles and the challenges posed by western educational systems. This study covered qualitatively, emphasizes how Iqbal viewed education not merely as an instrument for success of materialistic world but as a means of self-realization, spiritual awakening, and the development of individuality rooted in the concept of *Khudi*. Drawing on teaching of Quran, prophetic traditions, and Iqbal's poetry, this research paper analyzes the essential role of education in shaping human character and identity with Islamic parameters. Also building moral consciousness and preserving our delegated historical cultural identity. It also highlights Iqbal's critique of the colonial and materialistic education system, which detached Muslims from their spiritual heritage. The paper concludes that Iqbal envisioned an ideal educational framework that harmonizes modern scientific knowledge with Islamic values, enabling Muslims, especially the youth, to cultivate creativity, leadership, and revolutionary thought while remaining true to their faith and heritage.

Keywords: Allama Iqbal, philosophy of education, western education, Islamic education, Self-actualization, education system, philosophy of spiritual development

کلیدی الفاظ: علامہ اقبالؒ، فلسفہ تعلیم، مغربی تعلیم، اسلامی تعلیم، فلسفہ خودی، تعلیمی نظام، فلسفہ روحانیت

یہ تحقیقی مقالہ ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ کے دیے گئے فلسفہ تعلیم کو اسلامی اصولوں اور مغربی تعلیمی نظاموں سے درپیش چیلنجز کے تناظر میں پیش کرتا ہے۔ اس مطالعہ میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ کس طرح اقبالؒ نے تعلیم کو محض مادیت پسند دنیا کی کامیابی کے ایک آلے کے طور پر نہیں دیکھا بلکہ خودی کے تصور میں جڑی خودی، روحانی بیداری اور انفرادیت کی نشوونما کا ایک ذریعہ سمجھا قرآن وسنت اور اقبالؒ کی شاعری پر مبنی یہ تحقیقی مقالہ انسانی کردار اور شناخت کو اسلامی معیارات کے ساتھ تشکیل دینے میں تعلیم کے ضروری کردار کا تجزیہ کرتا ہے۔ اخلاقی شعور کی تعمیر اور ہماری تفویض شدہ تاریخی ثقافتی شناخت کا تحفظ بھی بیان کیا گیا ہے۔ اس میں اقبالؒ کے مادیت پرستی اور اشتراکیت پر مبنی نظام تعلیم پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے، جس نے مسلمانوں کو ان کے روحانی ورثے سے الگ کر دیا تھا۔ مقالے میں یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ اقبالؒ نے ایک مثالی تعلیمی فریم ورک کا تصور پیش کیا جو جدید سائنسی علم کو اسلامی اقدار کے ساتھ ہم آہنگ کرتا ہے، مسلمانوں خصوصاً نوجوانوں کو تخلیقی صلاحیتوں، قیادت اور انقلابی فکر کو فروغ دینے کے قابل بناتا ہے۔

مشرق سے ہو بیزار، نہ مغرب سے حذر کر
فِطرت کا اشارہ ہے کہ ہر شب کو سحَر کر! (40)

حرفِ آغاز

دور حاضر میں انسان کی دوڑیں دو قوتوں کے پیچھے لگی ہوئی ہیں۔ اول جسے ہم انسانی ذہانت کا نام دیتے ہیں، جس کے ذریعے کوئی بھی کام براہ راست انسان اپنے ہاتھوں کے ذریعے، بامشقت طریقے سے اور سوچ بچار کر کے مکمل کرتا ہے۔ اس میں اس کی صلاحیت، اہلیت، قوت، طاقت بڑے پیمانے پر صرف ہوتی ہے جبکہ دوَم، مصنوعی ذہانت کی ہے جس کو انسان ایک طرف اپنی ذہانت سے تیار کر کے انسانوں کی ہی صلاحیتوں کو ایک جانب آگے کی منزلِ بامراد فراہم کر رہا ہے تو دوسری جانب انہیں کند کرنے کا کام بھی کر رہا ہے۔ بظاہر آج کا زمانہ جہاں ٹیکنالوجی کے نام پر ان ذہانتوں کے بل بوتے پر ترقی کی راہوں اور جدید تعلیم کی نئی شاخوں کو تسخیر کر رہا ہے، وہیں انسان اپنی اصل سے دور بھی ہوتا جا رہا ہے۔

یہی فرزندِ آدم ہے کہ جس کے اشکِ خُونیں سے
کیا ہے حضرتِ یزداں نے دریاؤں کو طوفانی (1)

تعلیم کا نوعِ انسانی کے ساتھ گویا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ دنیا میں موجود تمام مذاہب، تمام رسوم ورواج، تمام دھن اور روایات اس بات کے شاہد ہیں کہ تعلیم ہی انسان کو بلندی تک پہنچانے کا واحد ذریعہ ہے جس کے ذریعے معاشرے میں صحیح و غلط کا فرق نمایاں ہو جاتا ہے۔ کائنات کے تمام ظہور انسان کے اسی تعلیمی معیار کو بہتر بنانے کے لئے ہیں اور انہیں سے زیست کی گاڑی رواں دواں ہے۔

دمِ زندگی رمِ زندگی، غمِ زندگی سمِ زندگی
غمِ رم نہ کر، سمِ غم نہ کھا کہ یہی ہے شانِ قلندری
تری خاک میں ہے اگر شرر تو خیالِ فقر و غنا نہ کر
کہ جہاں میں نانِ شعیر پر ہے مدارِ قوّتِ حیدری (2)

جب بات آتی ہے اس تعلیم کے خواص اور اس کی بنیاد کی تو یہاں پر بہت سے مکاتب اختلاف کرتے نظر آتے ہیں۔ مذہبی رجحانات رکھنے والا طبقہ اسے قرآن وسنت کی تعلیم سے مختص کر دیتا ہے، برادری و معاشرتی نظام اس تعلیم کو اپنی انتظامی پیچیدگیاں سمجھنے میں لگا دیتا ہے۔ نیا اور جدید دور اس تعلیم کو جدیدیت کے نام پر دیگر غیر منطقی نظریات کی طرف موڑ لیتا ہے۔ جناب علامہ محمد اقبالؒ حضرت انسان کی انہی خصلتوں کے باعث تعلیم کا صحیح رخ اپنی شاعری میں برملا دکھاتے ہیں جس میں فلسفہ خودی سے لے کر فلسفہ عالمِ رنگ و بو، سب ملتا ہے۔

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغِ زندگی
تُو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن، اپنا تو بن (3)

مقصدِ تحقیق

اس تحقیق کا مقصد علامہ اقبالؒ کے فلسفہ تعلیم کو قرآن و سنت اور اسلامی اصولوں کی روشنی میں سمجھنا اور اس کا مغربی نظامِ تعلیم کے ساتھ تقابلی مطالعہ کرنا ہے کہ آخر کیا وجہ تھی جس کی بنا پر اقبالؒ نے مسلمانوں کے لئے الگ تعلیمی نظام کا تصور پیش کیا۔ تحقیق میں یہ واضح کرنا مقصود ہے کہ اقبالؒ نے تعلیم کو انسانی خودی کی تعمیر، روحانی بیداری، اخلاقی شعور اور ایک مضبوط اجتماعی و قومی شناخت کے قیام کا ذریعہ قرار دیا۔ اس تحقیق کا مقصد یہ بھی ہے کہ آج کے دورِ جدید کے تعلیمی چیلنجز کے تناظر میں اقبالؒ کا پیش کردہ مثالی نظام تعلیم کس طرح نوجوان نسل کے لیے رہنمائی فراہم کر سکتا ہے۔

تحقیقی سوالات

1. علامہ اقبالؒ کے نزدیک تعلیم کا بنیادی مقصد کیا ہے اور یہ تصور فلسفہ خودی کے ساتھ کس طرح جڑا ہوا ہے؟
2. اقبالؒ نے مغربی نظام تعلیم پر کیا تنقید کی اور اسلامی نظام تعلیم کے حق میں ان کے دلائل کیا تھے؟
3. اقبالؒ کے نزدیک ایک مثالی تعلیمی فریم ورک کی خصوصیات کیا ہیں اور یہ کس طرح اسلامی اقدار اور جدید سائنسی تقاضوں میں ہم آہنگی پیدا کرتا ہے؟
4. موجودہ دور میں اقبالؒ کا فلسفہ تعلیم کس طرح نوجوان نسل کو قیادت، تخلیقی صلاحیت اور انقلابی فکر کی طرف رہنمائی فراہم کر سکتا ہے؟

تحقیقی طریقہ کار

اس تحقیق میں تقابلی و ماخذی تحقیقی طریقہ کار اختیار کیا گیا ہے۔ تحقیق کے بنیادی ماخذات میں سر فہرست اخذ کردہ مواد قرآن و سنت، علامہ اقبالؒ کا کلام (بالخصوص بالِ جبریل، ضرب کلیم، بانگ درا کے حصوں سے) شامل کیے گئے ہیں۔ ثانوی ماخذات میں اقبالیات پر لکھی گئی مستند کتب، تحقیقی مقالات، اور معروف محققین کی آراء کو شامل کیا گیا ہے۔ اس طرح اس تحقیق کو تقابلی جائزے کے زمرے میں تحقیق کے ذریعے اسلامی اور مغربی نظام تعلیم کو اقبالؒ کے افکار کی روشنی میں پرکھا گیا ہے۔ تجزیاتی اور تنقیدی اسلوب استعمال کرتے ہوئے اس بات کا مطالعہ کیا گیا ہے کہ فلسفہ تعلیمِ اقبالؒ کس طرح آج کے تعلیمی اور فکری چیلنجز کا حل پیش کرتا ہے۔

تصورِ تعلیم قرآن وحدیث اور اقبالؒ

قُرآن میں ہو غوطہ زن اے مردِ مسلماں
اللہ کرے تجھ کو عطا جِدّتِ کردار(4)

بحیثیت انسان تعلیم حاصل کرنے کا مطلب ہے، اپنا شعور اس قابل بنالینا کہ صحیح غلط کی تمیز کی جاسکے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ صلاحیت انسان اور جنات کے سوا کسی اور مخلوق کو نہیں دی ہے۔ اور علم کی بنیاد پر ہی انسان باقی مخلوقات سے برتر ہے۔ ہماری زندگی کا ابتدائی امتحان

اس کائنات کے رب کے عطا کردہ علم کی بنیاد پر ہوا اور اسی پہلوئے امتیاز پر انسان کو "اشرف المخلوقات" کا لقب بھی عطا ہوا۔ چنانچہ قرآن سورۃ البقرہ میں ارشاد ہے:

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰۤؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ (31)
قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَاۤ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ (32)

"اور اللہ نے آدم کو سب چیزوں کے نام سکھائے پھر ان سب چیزوں کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا پھر فرمایا مجھے ان کے نام بتاؤ اگر تم سچے ہو۔ انہوں نے کہا تو پاک ہے، ہم تو اتنا ہی جانتے ہیں جتنا تو نے ہمیں بتایا ہے، بے شک تو بڑے علم والا حکمت والا ہے۔"(5)

پہلی وحی، سورہ العلق میں ارشاد ہوا: عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ "انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔"(6) اس کا واضح مطلب ہے کہ اللہ رب العزت نے ہی انسان کو علم کا سب سے پہلا درس دیا۔ فرمانِ رسول ﷺ ہے: طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَۃ "علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔"(7) پھر آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا "بے شک مجھے معلّم بنا کر بھیجا گیا ہے۔"(8) یوں ہماری تعلیم کی ابتداء اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ذریعے ہی ہو جاتی ہے۔ ہمیں جنگ بدر کی مثال ملتی ہے تاریخ میں جس میں مسلمانوں کی جیت ہوئی اور کافروں کو جہنم واصل اور قید کر لیا گیا۔ ایسے میں کفار قیدیوں کو مسلمانوں کو تعلیم دینے کے عوض چھوڑ دیا گیا۔ مسلمانوں کے ہاں حصولِ علم کے لیے سفر کی ایک توانا روایت موجود ہے۔ طالبانِ علم سالہا سال تک گھر سے دور رہ کر اور دُور دراز کے خطرناک سفر کر کے تعلیم حاصل کرتے تھے۔ ان میں ہمارے امامِ اعظم جناب امام ابو حنیفہ، امام شافعی، و دیگر مشہور ہیں۔(9)

تصورِ تعلیم اور اقبالؒ

بلاشبہ اقبالؒ نے بھی یہی نظریہ تعلیم اختیار کیا ہے اور علم کی ایک اہم خصوصیت زندگی حقائق کھول کر سامنے رکھنا ہے۔ اقبالؒ نے بڑی خوبصورتی سے تعلیم کے اسلوب کو بیان کیا ہے اور ہر طرح کی تعلیم کی تائید کرتے ہوئے مردِ مومن کو ہدایت دی ہے کہ:

جوہر میں ہو 'لاالٰہ' تو کیا خوف
تعلیم ہو گو فرنگیانہ(10)

بقول ڈاکٹر سید عبداللہ:

"اقبالؒ نے تعلیم کے عملی پہلوؤں پر کچھ زیادہ نہیں لکھا، مگر ان کے افکار سے ایک تصور تعلیم ضرور پیدا ہوتا ہے۔ جس کو اگر مرتب کر لیا جائے تو اس پر ایک مدرسہ تعلیم کی بنیاد رکھی جاسکتی ہے۔"(11)

شاعر مشرق علامہ اقبالؔ نے اپنے وقت کی بہترین جدید تعلیم حاصل کی۔انہوں نے اپنے وقت کی جدید تعلیم انگلستان اور جرمنی کی تعلیم گاہوں سے حاصل کی تھی۔آپ نے قیامِ ولایت میں یورپی دنیا کو نہایت قریب اور گہرائی سے دیکھا تھا۔آپ کا یہ مشاہدہ صرف ایک عمومی فرد کی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک ایسے شخص کی نظر سے تھا جس کے دل میں قومیت اور افراد کے دین سے دوری کا غم بھرا ہوا تھا۔وہاں جا کر اقبالؔ کو مغربی تعلیم اور برصغیر میں رائج تعلیم کے درمیان موازنہ کرتے ہوئے معلوم ہوا کہ دونوں ہی اپنی اپنی جگہ انتہا پسندی کا شکار ہیں جس سے طبیعت میں تناؤ پیدا ہو گیا۔یہی وہ دور تھا جس میں آپ نے اپنا مجموعہ کلام "ضربِ کلیم" تخلیق کیا۔اقبالؔ کا یہ تنفر مزاج سطحی اور عام نوعیت کا نہیں بلکہ نہایت گہرا اور پائیدار تھا۔لندن اور پیرس کی تہذیب کی چمک دمک نگاہوں کو خیرہ کرتی تھی،انگریز قوم پوری طرح چوکنا اور بیدار تھی، مگر اس کے باوجود علامہ اقبالؔ نے ان کی تہذیب و طرزِ معاشرت پر آئندہ پڑنے والی دراڑوں کو بڑی عمدگی اور گہرائی سے دیکھ لیا تھا۔اور علامہ اقبال نے اسے دیکھ کر ہی اپنی یہ پیشن گوئی فرمائی کہ :

دیارِ مغرب کے رہنے والو! خدا کی بستی دکاں نہیں ہے
کھرا جسے تم سمجھ رہے ہو، وہ اب زرِ کم عیار ہو گا
تمھاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی
جو شاخِ نازک پہ آشیانہ بنے گا، ناپائدار ہو گا (12)

مغربی تعلیمی نظام اور اقبالؔ کا موقف

ڈاکٹر اقبالؔ کو اس مشاہدے کے بعد جو خوف لاحق ہوا وہ یہ تھا کہ مسلم قوم پر واپس وہی دورِ جاہلیت نہ چھا جائے جس سے ہم نے چودہ سو سال پہلے چھٹکارا حاصل کیا تھا۔ مغربی تعلیم کے جہاں فوائد تھے وہیں اس بات کا بھی غالب گمان تھا کہ مسلمان اپنے اسلاف کی روایات کو فراموش کرنے کے ساتھ ساتھ مغربی کلچر کے رنگ میں نہ رنگ جائیں کیونکہ اقبال کے نزدیک مغربی تعلیم محض دھوکے اور فریب کے سوا کچھ نہیں تھی۔

اور یہ اہلِ کلیسا کا نظامِ تعلیم
ایک سازش ہے فقط دین و مروّت کے خلاف (13)

مختصر یہ کہ علامہ اقبال مغربی نظام تعلیم کے اسلئے مخالف رہے کیونکہ مغربی معاشرہ کی بنیاد الحاد پر قائم ہے جبکہ اسلامی معاشرہ خدا کی وحدانیت کا درس دیتا ہے۔ مغرب کی سازشوں میں الحاد کی موجودگی ہی دراصل اس بات کی شاہد تھی کہا گر اس موقع پر مسلمان نوجوانوں کو اس بات کا شعور نہ دیا گیا کہ مغرب کا اصل ایجنڈا کیا ہے تو بعید نہیں کہ اس کا خمیازہ نسلیں بھگتیں گی۔کیونکہ اسلام ہمیں ایک واحد لاشریک کی عبادت کا درس دیتا ہے جبکہ یہ مغربی تعلیم ہمارے عقائد سے ٹکرانے کا باعث بن سکتی تھی۔اس غرض سے اقبالؔ نے انسانیت کو صراطِ مستقیم پر لانے کیلئے ہر ممکن کوشش کی اور اپنی شاعری کے ذریعہ مسلمان دنیا میں انقلاب برپا کر دیا۔(14)

نظر کو خیرہ کرتی ہے چمک تہذیبِ حاضر کی
یہ صنّاعی مگر جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری ہے (15)

اسلامی نظامِ تعلیم اور اقبال

علامہ محمد اقبالؔ نے اپنے افکار کے ذریعے تعلیم کے بارے میں یہ رائے دی ہے کہ اسلام ہی تعلیم کی اساس ہے، جس کا تقاضا یہ ہے کہ اس کے مبادیات اور اصولوں پر توجہ مرکوز کی جائے۔ چونکہ مسلمانوں کا ایک وقت ایسا بھی گزرا ہے جب اندلس سے بخارا اور حجاز سے ہندوستان تک مسلمانوں کی علمی برتری کا دور دورہ تھا، اسی کے ساتھ اسلام کے علمی ورثہ کو زندہ کرنے کی دعوت دی اور اس تجدیدی کام کو دورِ حاضر سے ہم آہنگ بنانے پر زور دیا۔ اس معاملے میں اقبالؔ نے اپنا جو مؤقف پیش کیا تھا وہ کچھ یوں تھا کہ ایسی مکمل تعلیم کا انتظام کیا جائے جس میں انسان کے روحانی، عقلی اور جسمانی پہلو سمیت ہر پہلو کی رعایت ملحوظ نظر رکھی جائے اور ایسی عملی تربیت کا اہتمام کیا جائے جس کا محور صلاحیتوں اور مہارتوں کی ترقی ہو۔ اس کے علاوہ حب الوطنی کی تعلیم پر توجہ مرکوز کی جائے جو امت کی تشکیل نو میں معاون ثابت ہو سکے جس کے نتیجے میں وطن سے محبت اور وابستگی میں اضافہ ہو گا۔ (16)

مسلم ممالک سے جو طالب علم علمی فراغت حاصل کرتے ہیں، ان سے بجا طور پر مسلمانوں کو توقعات اور امیدیں بندھی ہوتی ہیں، لیکن اگر اس نام نہاد تعلیم کے ذریعے ان کے باطن میں چھپے ہوئے ''مردِ مومن'' کو جاں بحق تسلیم کر لیا جائے تو پھر وہ توقعات کہاں سے اور کیونکر پوری ہوں گی۔ علامہ فرماتے ہیں:

گلا تو گھونٹ دیا اہلِ مدرسہ نے ترا
کہاں سے آئے صدا 'لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللہ' (17)

علامہ اقبالؔ کے نزدیک وہ مسلمان ہی کیا جس کا سینہ، گرمئ قرآن اور جس کی فکر نورِ ایمان سے منور نہ ہو۔ دراصل یہی وہ المیہ ہے جو آج کی قوم ایک مسلمان طالبِ علم سے تقاضا کرتی ہے۔ علامہ اقبالؔ ''جاوید نامہ'' میں نئی نسل سے یوں خطاب فرماتے ہیں:

سینہ ہا از گرمئ قرآں تہی
از چنیں مرداں چہ امیدِ بہی (18)

ترجمہ: آج لوگوں کے دل قرآن کی حرارت یا اثر سے خالی ہو گئے ہیں ایسے انسانوں سے بھلا بہتری اور بھلائی کی کیا امید رکھی جا سکتی ہے؟

اقبالؔ دورِ جدید کے مسلمان میں حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ، حضرت علیؓ، حضرت امام حسینؓ، محمد بن قاسم، طارق بن زیاد، سلطان محمود غزنوی، صلاح الدین ایوبی، نور الدین زنگی، خالد بن ولید جیسی صفات کا عکس دیکھنے کی خواہش رکھتے تھے۔ اسی وجہ سے انہوں نے ولایتی تعلیم حاصل کرنے کے دوران یورپ کے سفر میں اپنی شاعری کا رخ موڑ کر ایک نوجوان مسلمان کی

تعلیم و تربیت کی طرف موڑ دیا۔ آپ تعلیم کا اولین مقصد خود نگری اور خود شناسی کو قرار دیتے ہوئے تعلیم حاصل کرنے کا اصل مقصد پہچاننے کی طرف زور دیتے ہیں۔(19)

علامہ اقبالؔ اس بات سے بخوبی آگاہ تھے کہ مسلمان مغربی تعلیم کے زیر اثر اپنے مذہب، اپنی تہذیبی روایات کے ساتھ ساتھ اپنی اقدار کو بھی فراموش کر چکے ہیں۔ اقبالؔ اس دور کے حالات سے خائف تھے کیونکہ مغربی تعلیم مسلمان کو زوال کی جانب دھکیل رہی تھی۔ اقبالؔ اپنی شاعری کے ذریعے مسلمانوں کو ایسی تعلیم کی طرف راغب کرتے ہیں جو اسلامی تعلیمات سے منافرت کی بجائے مسلمان کے دل میں عشق حقیقی کے لطیف جذبات پیدا کرے۔ فرنگی تہذیب کے زیر اثر ان کا دل عقل سے مغلوب ہو کر دنیاوی مفادات میں الجھ جاتا ہے جب دل ہی مردہ ہو تو بدن پژمردہ ہو جاتا ہے ایسے دل اور ایسے جسم والے افراد کے پاس بصارت تو ہوتی ہے مگر بصیرت نہیں۔

دلِ بینا بھی کر خدا سے طلب
آنکھ کا نور دل کا نور نہیں(20)

علامہ اقبالؔ نے ہندوستان میں مسلمانوں کے مستقبل کے حوالے سے کہا ہے:

"میں نے بعض مسلمان امراء جن کے پاس ریاستوں کا نظم و نسق تھا، کو مشورہ دیا کہ غیر مسلموں میں اسلام کی نشر و اشاعت کی طرف توجہ دیں اور مسلمانوں کے اندر اسلامی آداب و ثقافت اور عربی زبان پھیلانے کی کوشش کریں۔"(21)

اس مضمون کے حوالے سے اقبالؔ کا ایک قصیدہ بعنوان "ابلیس کا پیغام اپنے سیاسی فرزندوں کے نام" ہے، جس میں وہ (ابلیس) کہتا ہے:

وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روحِ محمد ﷺ اس کے بدن سے نکال دو(22)

موجودہ نظامِ تعلیم کی ناکامی پر طنز

تعلیم کے مسئلے کی یہ اہمیت آج سے نہیں بلکہ اس وقت سے ہے جب سے انگریزوں نے ہندوستان میں قدم رکھا تھا۔ اس وقت سے لے کر اب تک اس معاملے کو کبھی سلجھایا نہ جا سکا گو کہ بہت سے تعلیمی کمیشن بنے اور آج بھی نامزد ہو رہے ہیں۔ ان ہی میں سے قدیم کمیشن لارڈ میکالے کی سربراہی میں ۱۸۳۴ء میں اس وقت بٹھایا گیا تھا جب یہ فرنگی قوم مفتوحہ ایشائی علاقے، "ہندوستان" میں انقلابی تبدیلی لانا چاہتی تھی۔ یہ سلسلہ ابھی تک جاری ہے اور نامعلوم کب تک جاری رہے گا۔ مگر یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ کوئی کمیشن اس مسئلے کا اطمینان بخش حل تلاش کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکا۔(23) اس مسئلے کے حل میں سب سے بڑی رکاوٹ لارڈ میکالے کی وضع کردہ تعلیمی پالیسی ہے، جس سے چھٹکارا پانے کی اب تک کوئی بھی مکمل، معتبر اور سنجیدہ کوشش نہیں کی گئی۔ لارڈ میکالے کی تعلیمی پالیسی پر اکبر الٰہ آبادی نے کیا خوب تبصرہ کیا تھا:

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی (24)

علامہ اقبال بالِ جبرئیل میں "لینن، خدا کے حضور میں" کے عنوان سے ایک نظم، یورپ کے علمی نقائص اور ان کی توجیہات پر بات کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

یورپ میں بہت روشنیِ علم و ہنر ہے
حق یہ ہے کہ بے چشمۂ حیواں ہے یہ ظُلمات (25)

یہ تنقید ہے اس علم پر جو روحانیت اور سچائی سے خالی ہو۔ مذاہب کی دوڑ سے ہٹ کر ایک صحت مند معاشرہ صرف ظاہری علمی رجحانات اور برتری نہیں مانگتا بلکہ درحقیقت وہ مادہ پرستی کی بنیادوں سے الگ ایک ایسا تعلیمی نظام مانگتا ہے جو انسان کو اس کی فطرت سے قریب رکھے۔

پروفیسر منور لکھتے ہیں:

"علامہ اقبال یورپ کو شیطان کی کارگاہ اسلئے کہتے ہیں کہ یورپ نے مادہ پرستی کے نظریات کو فروغ دے کر عالم انسانیت کو بنیادی قدروں سے محروم کر دینے میں بڑا پرزور کردار ادا کیا ہے۔"(26)

علامہ اقبال فنون لطیفہ کی بعض شاخوں اور مغربی تہذیب، دونوں تعلیمی نظاموں سے غیر مطمئن اور مایوس تھے۔ اور انھوں نے دونوں کو مسترد کر دیا۔

مکتبوں میں کہیں رعنائیِ افکار بھی ہے؟
خانقاہوں میں کہیں لذّتِ اسرار بھی ہے؟(27)

غرض اقبال نے ہر اس چیز سے دور رہنے کی تلقین کی جو ایک مسلمان کے دل سے ایمان کا بیج نکال دے اور فرنگیت کے نام پر ان نظریات کو جگہ دے دے جو ہمارے دین کے منافی ہیں۔

نہ فلسفی سے، نہ مُلّا سے ہے غرض مجھ کو
یہ دل کی موت، وہ اندیشہ و نظر کا فساد (28)

اقبال ماضی کو ایک دم سے کالعدم قرار نہیں دیتے بلکہ وہ اس کی قدر و منزلت سے آگاہ ہیں۔ اسی مقصد سے وہ تعلیم میں تاریخ کی اہمیت پر زور دیتے ہیں۔ جہاں تک سائنس کی تعلیم کا تعلق ہے، وہ مسلمانوں کے زوال کو زیرِ بحث لاتے ہوئے یہ سمجھتے ہیں کہ ان میں سے ایک وجہ سائنس کو نظر انداز کرنا بھی ہے، جس سے نہ صرف مسلمانوں کی ذہنی پیشرفت رک گئی بلکہ اس سے ان کی سیاسی اور معاشی حالت

بھی آزردہ ہونے لگی۔ موجودہ دور میں سب قوتوں کا انحصار سائنسی قوت پر ہے۔اس لیے تعلیم کو یہ کمی پوری کرنی چاہئے۔یہی سائنس تسخیرِ فطرت کا وسیلہ بن سکتی ہے لیکن جب وہ جذبات و روح کو کچلنے کی صورت اختیار کرے تو اقبالؒ اسے ناپسند کرتے ہیں:

ہے دل کے لیے موت مشینوں کی حکومت
احساسِ مروّت کو کُچل دیتے ہیں آلات(29)

مثالی نظامِ تعلیم

تحقیق سے ثابت ہو چکا ہے کہ ہمارے زوال کا سب سے بڑا سبب یہ جو سامنے آیا ہے وہ یہ ہے کہ ہم مغربی تہذیب کی اندھادھند تقلید کرتے کرتے اپنی اخروی زندگی کو فراموش کر چکے ہیں اور محض جسمانی عیش و عشرت کو روحانی سکون پر ترجیح دینے لگے ہیں۔اور جہاں تک مشرقی تعلیم یا پھر اپنی دینی تعلیم کی بات کریں تو اس کے نتیجے میں ہمارے اندر پریشان حالی، نفسا نفسی، خود غرضی، غلامی، بے عملی، نمود و نمائش جیسی برائیاں جنم لے چکی ہیں جو لمحہ بہ لمحہ زوال کے اندھے گڑھے کی طرف لے جا رہی ہیں۔ جبکہ اقبالؒ کے نزدیک نفسانی خواہشات پر قابو پانا اور مفید علم کو عمل کے سانچے میں ڈھالنا ہی در حقیقت تعلیم ہے۔

سِینہ روشن ہو تو ہے سوزِ سخن عینِ حیات
ہو نہ روشن، تو سخن مرگِ دوام اے ساقی (30)

انسان ایک کسوٹی ہے اس حوالے سے ڈاکٹر سلامت اللہ اپنی کتاب "فلسفہ، تعلیم اور سماج" میں لکھتے ہیں:

"انسان تمام چیزوں کی کسوٹی ہے۔انسان کی شخصیت قابلِ احترام ہے اور انساں میں کمال حاصل کرنے کی بے پایاں صلاحیت موجود ہے، وہ موزوں حالات میں خوب سے خوب تر بننے کی کوشش کر سکتا ہے۔یہ فلسفہ تعلیم بچوں اور نوجوانوں کے اس حق کا دعوے دار ہے کہ انھیں وہ تمام وسائل اور سہولتیں مہیا ہونی چاہیے، جن کی بدولت ان کی جسمانی، ذہنی، اخلاقی غرض ہر اعتبار سے مکمل نشو و نما ہو سکے اور وہ اپنے سماج کے لیے زیادہ سے زیادہ کار آمد اور موثر رکن بن سکیں۔"(31)

لہٰذا اس حق کو تمیز اور تہذیب کے دائرے میں رہتے ہوئے قوتِ کردار کو بلند کر کے ہر لحاظ سے معاشرے کے لئے کار آمد فرد بننے کی کوشش کرنا ہی دراصل اصل تعلیم ہے۔

تعلیم کے تیزاب میں ڈال اس کی خودی کو
ہو جائے ملائم تو جدھر چاہے، اسے پھیر (32)

علامہ اقبالؒ کے کلام کا مرکزی خیال خودی ہے۔اُن کے نزدیک تعلیم کا مقصد انسان کو اس امر کے لیے جدوجہد کرنی چاہئے کہ وہ اپنی ذات کو پہچانے اور اسے قائم رکھے۔خودی کے ارتقا کے بارے میں آپ بتدریج ارتقائی مراحل کے قائل ہیں۔اسی لیے علامہ اقبالؒ ضروری سمجھتے

ہیں کہ ساری سماجی اور تعلیمی کوششیں خودی کے ارتقا کے لیے صرف ہونی چاہئیں۔ چنانچہ بالِ جبریل میں "جاوید کے نام" خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

خودی کے ساز میں ہے عمرِ جاوداں کا سُراغ
خودی کے سوز سے روشن ہیں اُمتوں کے چراغ(33)

علامہ اقبالؒ ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے ایک ایسی درس گاہ کے خواہش مند تھے جہاں قدیم و جدید، مغربی و مشرقی، دینی و مذہبی تمام تر علوم یکجا ہو کر دنیا و آخرت میں کامیاب انسان کے کردار کی تعمیر کر سکیں۔ اس طرح انسان فطرت سے قریب تر ہوتے ہوئے مادیت پرستی کی جانب نہیں جاسکے گا۔ علامہ اقبالؒ کا ایک مضمون رسالہ مخزن میں 1902ء میں بعنوان "بچوں کی تعلیم و تربیب" شائع ہوا تھا۔ اس مضمون میں اقبال نصابِ تعلیم کو فطرت سے ہم آہنگ کرنے کی تاکید کرتے ہیں۔ اس میں علامہ نے لکھا ہے کہ بچوں کے لیے نصاب ڈیزائن کرتے وقت ان کے درجے کا خاص خیال رکھا جائے اور نصاب بچوں میں احساس ہمدردی و احساس ذمہ داری پیدا کرنے کا عنصر لئے ہوئے ہو۔

دُنیا ہے روایات کے پھندوں میں گرفتار
کیا مدرسہ، کیا مدرسے والوں کی تگ و دَو!
کر سکتے تھے جو اپنے زمانے کی امامت
وہ کُہنہ دماغ اپنے زمانے کے ہیں پَیرو!(34)

علامہ اقبالؒ نے بچوں کی تربیت، اخلاقِ حمیدہ اور اسلامی اقدار کے مطابق تعلیم حاصل کرنے کے لئے مسلمانوں کو ابھارا ہے۔ جیسے صداقت و امانت اور عدل و احسان کا رویہ، اور انسان دوستی کے مضامین سکھائے جائیں۔ اقبالؒ نے یہ بات اس طرح واضح کی کہ اخلاق ہی شخصیت کی اساس ہے، اور شخصیت معاشرے کی بنیاد ہے اس لیے مضبوط اسلامی معاشرے کی تشکیل کے لیے بچوں کی تربیت اخلاقِ حمیدہ پر کرنا بہت اہم معاملہ ہے۔(35)

مسلمانوں کی تعلیم گاہیں، مدارس، یونیورسٹیاں اور کالج بھی مثالی ہونے چاہئیں۔ ان کی تعلیم ان کے ماحول اور اخلاق و رویے، ان کا انداز ایسا خوش کن ہو کہ طالب علموں کی صحیح سطور پر تربیت ہونا ممکن ہو سکے۔ علامہ کے خیال میں جن تعلیم گاہوں میں رٹے رٹائے الفاظ و کتابیں پڑھادی جاتی ہیں اور طالب علموں کو فطرت، مناظرِ فطرت اور مظاہرِ فطرت سے آشنا نہیں کیا جاتا وہ تعلیم گاہیں اپنے "مقصدِ حیات" سے ابھی بہت پیچھے ہیں۔ انہیں وقت اور زمانے کا ساتھ دینا چاہیے، فرماتے ہیں:

عصرِ حاضر ملک الموت ہے تیرا، جس نے
قبض کی رُوح تری دے کے تجھے فکرِ معاش

اُس جُنوں سے تجھے تعلیم نے بیگانہ کیا
جو یہ کہتا تھا خرد سے کہ بہانے نہ تراش
مدرسے نے تری آنکھوں سے چھُپایا جن کو
خلوَتِ کوہ و بیاباں میں وہ اسرار ہیں فاش (36)

الغرض علامہ اقبالؔ جی جان سے، ہر اعتبار سے مسلمانوں کے نصابِ تعلیم، نظامِ تعلیم اور طریقۂ تعلیم کو خوب سے خوب تر بنانے کے قائل تھے۔ان کے خیال میں مسلمانوں کی تعلیم جیسے مسئلے کو "غیروں" کے ہاتھ میں دے دینا اپنی نسل اور ملت کے ساتھ دھوکا دینے کے مترادف تھا۔

حرفِ آخر

آخر میں اگر ہم فلسفہ اقبالؔ پر بات مکمل کریں تو اس کی رو سے تعلیم محض کوئی دنیاوی ڈگری حاصل کرلینا یا صرف دنیا میں ایک مقام پیدا کرلینا نہیں ہے بلکہ اپنی حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے "خودی" کے ارتقاء کو سمجھنا اور اندھی تقلید سے برملا نسل نو کو بچانا بھی شامل ہے۔علامہ اقبالؔ کے نزدیک تعلیم کا اصل مقصد یہ ہے کہ سب سے پہلے اپنی ذات مقدم ہو اور پھر اس میں قومیت کا جذبہ ابھرے۔اپنی صلاحیتوں کا استعمال سیکھے نیز ایک مضبوط قوت کی طرح اپنا آپ ایک اشرف المخلوقات کی حیثیت میں منوا کر ظہور پزیر ہو۔یوں فلسفہ خودی کے ذیل میں علامہ اقبالؔ تعلیم کے ذریعے خصوصاََ نوجوانوں میں وسعت خیالی،اور حریت پسندی پیدا کرنے کی خواہش رکھتے تھے:

محبّت مجھے اُن جوانوں سے ہے
ستاروں پہ جو ڈالتے ہیں کمند(37)

آپؔ ایک ایسے تعلیمی نظام کے خواہاں تھے جو نوجوانوں میں انقلابی فکر اور سوچ پیدا کرے۔ایسی تعلیم جو محض درسی کتاب اور کمرہ جماعت تک محدود نہ ہو بلکہ فطرت کے ساتھ بھی ہم آہنگ ہو۔اقبالؔ کے نظریہ تعلیم کا مرکز و محور خودی رہا ہے۔آپؔ کے نزدیک تعلیم کا بنیادی مقصد ایک بچے میں خودداری، غیرت، تجسس اور تخلیقی ذہنیت پیدا کرنا ہوتا ہے۔اقبالؔ کا یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ تعلیم کا مقصد محض روٹی کا حصول نہ ہو، بلکہ آپ کی تعلیم آپ کو اس قابل بنا سکے کہ آپ دنیا میں رہبر و رہنما بننے اور بنانے کا فریضہ انجام دے سکیں۔

وُجود افراد کا مجازی ہے، ہستیِ قوم ہے حقیقی
فدا ہو ملت پہ یعنی آتش زنِ طلسمِ مجاز ہو جا
یہ ہند کے فرقہ ساز اقبالؔ آزری کر رہے ہیں گویا
بچا کے دامن بُتوں سے اپنا غُبارِ راہِ حجاز ہو جا(38)

علامہ اقبالؒ کے نزدیک دینی اور دنیاوی تعلیم کو علیحدہ علیحدہ رکھ کر بہتر نتائج کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ آپ کے نزدیک تعلیم کا بنیادی مقصد یہی ہے کہ وہ انسان کی قلبی کیفیت پر اثرانداز ہو کر روحانی اصلاح کر کے اس کے اندر حفظِ خودی کی خوبیاں پیدا کر دے۔ اسے توحید، علم، عشق، بلند ہمتی، سخت کوشی، پاک دامنی، فقر، رواداری اور درویشانہ قناعت جیسی صفات سے آراستہ کر کے ایک مثالی انسان بنا دے جو ایک مثالی نظام تشکیل دینے کی بھی اہلیت رکھتا ہو۔

علم از سامانِ حفظِ زندگی است
علم از اسبابِ تقویمِ خودی است (39)

ترجمہ: علم زندگی کی حفاظت کا سامان ہے علم ہی انسان کی خودی کو نکھار کر اسے مضبوط بناتا ہے۔

حوالہ جات

1۔ محمد اقبال، ارمغانِ حجاز (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، 2018ء)، ص 755۔

2۔ محمد اقبال، بانگِ درا، حصہ سوم (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، 2018ء)، ص 280۔

3۔ محمد اقبال، کلیاتِ اقبال (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، 2018ء)، آنلائن۔

4۔ محمد اقبال، ضربِ کلیم (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، 2018)، ص 648۔

5۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی، تفہیم القرآن، جلد اول (لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، 2007ء)، ص 64-63۔

6۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی، تفہیم القرآن، جلد ششم (لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، 2007ء)، ص 394۔

7۔ ابنِ ماجہ، سننِ ابنِ ماجہ، جلد اول (ریاض: دارالرسالہ العالمیہ، 2009ء)، ص 151۔

8۔ ابنِ ماجہ، سننِ ابنِ ماجہ، جلد اول، ص 105۔

9۔ محمد ثانی حافظ، ''غزوۂ بدر: رسولِ اکرم ﷺ کی دفاعی حکمتِ عملی''، روزنامہ جنگ، 24 مارچ 2024ء۔
https://jang.com.pk/news/1331662

10۔ محمد اقبال، ضربِ کلیم، ص 600۔

11۔ امتیاز علی رضوی سید، ''علامہ اقبال اور ہمارا تعلیمی نظام''، اسلام ٹائمز اردو، 11 جنوری 2019ء۔
https://www.islamtimes.com/ur/article/771483

12۔ محمد اقبال، بانگِ درا، ص 167۔

13۔ محمد اقبال، ضربِ کلیم، ص 599۔

14۔پروین ڈاکٹر، ''عصر حاضر کے تعلیمی تقاضے اور اقبال کا تصورِ تعلیم''، خیابانِ بہار، جامعہ پشاور، 2021ء۔
http://ojs.uop.edu.pk/khayaban/article/view/479/441

15۔ محمد اقبال، بانگِ درا، ص 305۔

16۔''علامہ اقبال کی نظر میں تعلیم کا حقیقی مقصد''، روزنامہ پاکستان، 21اپریل 2024ء۔ https://dailypakistan.com.pk/21-Apr-2024/1703095

17۔ محمد اقبال، ضربِ کلیم۔

18۔ محمد اقبال، جاوید نامہ (ریختہ ویبسائٹ)

19۔مولف (الجزیرہ نیٹ عربی زبان) میر سجاد الحق (مترجم)، ''شاعرِ اسلام علامہ اقبال کا تصورِ تعلیم''، بین الاقوامی اسلامی فورم برائے تربیت، 2024ء۔

20۔ محمد اقبال، بالِ جبریل (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، 2015ء)، ص 379۔

21۔اقبال حسین اقبال، ''علامہ محمد اقبال کا نظریۂ تعلیم''، 22نومبر 2022ء۔

22۔ محمد اقبال، ضربِ کلیم، ص 658۔

23۔ڈاکٹر محمود الحسن عارف، ''علامہ اقبال اور عصری نظامِ تعلیم''، مجلۃ الشریعہ، نومبر 2000ء،
https://alsharia.org/2000/nov/allama-iqbal-asri-nizm-e-taleem-dr-mahmudulhasan-arif۔

24۔اکبر الہ آبادی، کلیاتِ اکبر (لاہور: خزینہ علم وادب، 2010ء)۔

25۔ محمد اقبال، بالِ جبریل، ص 432

26۔سید روح الامین، ''علامہ اقبال کا تصورِ تعلیم''، نوائے وقت آرٹیکل، 29نومبر 2012ء۔ https://www.nawaiwaqt.com.pk/29-Nov-2012/149315

27۔ محمد اقبال، بالِ جبریل، ص 395۔

28۔ محمد اقبال، بالِ جبریل، ص 400۔

29۔ایضاً، ص 432۔

30۔ محمد اقبال، بالِ جبریل، ص 351۔

31۔ سلامت اللہ، ڈاکٹر علامہ اقبال: تعلیم، فلسفہ اور سماج، آرٹیکل (نئی دہلی: مکتبہ جامعہ ملیہ، 1974ء)۔

32۔ محمد اقبال، ضربِ کلیم، ص 666۔

33۔ محمد اقبال، کلیاتِ اقبال، ص 441۔

34۔ محمد اقبال، ضربِ کلیم، ص 598۔

35۔ محمود الحسن عارف ڈاکٹر، حوالہ سابق، https://alsharia.org/2000/nov/allama-iqbal-asri-nizm-e-taleem-dr-mahmudulhasan-arif۔

36۔ مدرسہ، حوالہ سابق، ص 596۔

37۔ محمد اقبال، بانگ درا، ص 485۔

38۔ایضاً، ص 156۔

39۔ محمد اقبال، اسرارِ خودی (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، 1915ء)

40۔محمد اقبال، ضربِ کلیم (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، 2018ء)، ص 621۔

مآخذ

1۔اکبر الہ آبادی۔کلیاتِ اکبر۔لاہور: خزینہ علم وادب، 2010ء۔

2۔اقبال، محمد۔ارمغانِ حجاز۔لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، 2018ء۔

3۔اقبال، محمد۔اسرارِ خودی۔لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، 1915ء۔

4۔اقبال، محمد۔بالِ جبریل۔لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، 2018ء۔

5۔اقبال، محمد۔بانگ درا۔لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، 2018۔

6۔اقبال، محمد۔جاوید نامہ۔لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، 2017ء۔

7۔اقبال، محمد۔ضربِ کلیم۔لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، 2018۔

8۔ابنِ ماجہ۔سننِ ابنِ ماجہ۔ریاض: دار الرسالہ العالمیہ، 2009ء۔

9۔مودودی، سید ابوالاعلیٰ۔ تفہیم القرآن۔لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، 2007ء۔

10۔پروین، ڈاکٹر۔''عصر حاضر کے تعلیمی تقاضے اور اقبال کا تصورِ تعلیم۔'' جامعہ پشاور، 2021ء۔

11۔رضوی، سید امتیاز علی۔''علامہ اقبال اور ہمارا تعلیمی نظام۔'' اسلام ٹائمز اردو، 2019ء۔

12۔سلامت اللہ۔ڈاکٹر علامہ اقبال: تعلیم، فلسفہ اور سماج۔نئی دہلی: مکتبہ جامعہ ملیہ، 1974ء۔

13۔ثانی، حافظ محمد۔''غزوۂ بدر: رسولِ اکرم ﷺ کی دفاعی حکمتِ عملی۔'' روزنامہ جنگ، 24 مارچ 2024ء۔

14۔روح الامین، سید۔''علامہ اقبال کا تصورِ تعلیم۔'' نوائے وقت، 29 نومبر 2012ء